اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ (الآیة)

شعبان المعظم

فضائل و مسائل و اعمال

مع

شب برأت کی حقیقت



- ماہ شعبان میں رسول اللہ ﷺ کا عمل
- ماہ شعبان میں صحابہ کرام ؓ کا عمل
- شب برأت میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا عمل
- شب برأت کے مسنون اعمال
- شب برأت کی مسنون دعائیں
- شب برأت میں غلط خرافات، رسومات و بدعات

تالیف

حضرت مولانا مفتی صابر محمود صاحب دامت برکاتہم

نائب ناظم تعلیمات جامعہ صدیقیہ نزد گلشن معمار کراچی

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ (الآیۃ)

شعبان المعظم

فضائل و مسائل و اعمال

مع

شب برأت کی حقیقت

- ماہ شعبان میں رسول اللہ ﷺ کا عمل
- ماہ شعبان میں صحابہ کرام ؓ کا عمل
- شب برأت میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا عمل
- شب برأت کے مسنون اعمال
- شب برأت کی مسنون دعائیں
- شب برأت میں غلط خرافات، رسومات و بدعات

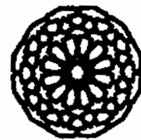
تالیف

حضرت مولانا مفتی صابر محمود صاحب دامت برکاتہم

نائب ناظم تعلیمات جامعہ صدیقیہ نزد گلشن معمار کراچی

اِدارۃ الرشید کراچی

نام	شعبان المعظم
مصنف	حضرت مولانا مفتی صابر محمود صاحب مدظلہم
اشاعت اول	جون ۲۰۱۳
باہتمام	فیصل رشید
تعداد	۶۰۰



ادارۃ الرشید کراچی
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
Tel: 021-34928643 Cell: 0321-2045610
E-mail: Idaraturrasheed@gmail.com
Idaraturrasheed@yahoo.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
مشرک	22
شرک کی چند صورتیں	23
شرک فی العبادت	23
شرک فی القدرت والتصرف	23
شرک فی العلم	23
کینہ رکھنے والا	24
کینہ کسے کہتے ہیں؟	24
قطع رحمی کرنے والا	25
شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا	26
والدین کا نافرمان	27
والدین اور اولاد کے لئے نان نفقہ مہیا کرنے کی فضیلت	28
قرآن وحدیث والدین سے متعلق چند حقوق بیان کئے گئے ہیں	28
والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو	28
والدین کو لفظِ اف بھی نہ کہو	29
والدین کو مت جھڑکو	29
والدین کے ساتھ ادب سے بات کرو	30
والدین کے سامنے تواضع اختیار کرو	30
والدین کے حق میں دعا کرو	30

فہرست مضامین

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
آتش بازی کا حکم	41
چراغاں کرنا	42
اجتماعی عبادت	43
رسمِ حلوہ	43
فوت شدہ آدمی کے گھر جانا	43
قبرستان جانے میں رسومات	44
مسجدوں کو سجانا	44

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ماہِ ''شعبان المعظم'' اسلامی مہینوں میں سے آٹھواں مہینہ ہے اور اس مہینے کو اللہ تعالیٰ نے بہت فضیلت اور اہمیت عطا فرمائی۔ کسی بھی مہینے میں فضیلت حاصل ہونے کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات و برکات کا اس مہینے میں نازل ہونا ہے، لیکن بعض دوسری وجوہات بھی ثانوی درجہ میں فضیلت کا سبب بن جایا کرتی ہیں۔

یہ وہ مہینہ ہے جس میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھائے جاتے ہیں اور یہ مہینہ رمضان سے متصل ہے اور قریب ہے، یعنی اس مہینے کے اختتام ہونے پر رمضان المبارک کا برکتوں والا، رحمتوں، بخششوں والا مہینہ شروع ہو جاتا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ اس مہینہ میں کثرت سے نفلی روزے رکھا کرتے تھے اور یہی وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں ایک بابرکت رات آتی ہے جو ''شب برأت'' کہلاتی ہے۔

بہر حال ماہِ شعبان عظمت و رفعت والا مہینہ ہے، لہٰذا اس مبارک مہینے کی تمام مسلمانوں کو قدر کرنی چاہیئے اور اس کے متعلق جو اعمال اور احکام و مسائل ہیں ان کو معلوم کرنے اور اس مہینہ میں جو خرافات، رسومات اور بدعات معاشرے میں رواج پا چکی ہیں ان سے خود بھی بچتے ہوئے دوسرے مسلمانوں کو بھی ان بدعات و رسومات سے دور رکھنے کی کوشش اور دعوت دینی چاہیئے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر احقر نے یہ مختصر رسالہ مرتب کیا ہے جس میں ''شعبان المعظم'' کے فضائل و مسائل اور ''شبِ برأت'' کے اعمال اور بدعات و رسومات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جس سے ہر عام و خاص کے لئے استفادہ ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں اور احقر کی اس حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

صابر محمود
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی
نائب ناظم تعلیمات جامعہ صدیقیہ نزد گلشن معمار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ،امابعد!

ماہِ شعبان کو شعبان کہنے کی وجہ

شعبان شعب وتشعب سے مشتق ہے جس کے معنی تفرق اور پھیل جانے کے ہیں

حدیث میں آتا ہے کہ اس ماہ میں روزہ رکھنے والے رحمتوں اور کا نزول ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے چونکہ یہ مہینہ رحمتوں کے پھیلنے کا ہے اس لئے اس کو شعبان کہا جاتا ہے(فضائل الایام والشھور)

شعبان کی اہمیت

ہر ذی شعور کے لئے ضروری ہے کہ شعبان کے مہینے میں غفلت نہ کرے اور ماہ رمضان المبارک کے استقبال کے لیے اس ماہ میں تیاری کرے۔اپنے گناہوں سے توبہ کر لے، جو اعمال اس سے رہ گئے ہیں ان کو پورا کرے۔ماہ شعبان میں اللہ تعالی کے حضور عاجزی انکساری کرے، سچے دل سے اس کی طرف رجوع کرے۔اس ماہ کی نسبت والے کی طرف یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل اللہ تعالی سے رحمت طلب کرے تاکہ اس کا دل صاف ہو سکے اور باطن کے امراض کے لیے دو کام انجام دے۔یہ کام ملتوی نہ کرے (بلکہ اسی مہینہ میں انجام دے) کیونکہ اصل میں تین ہی دن ہیں، ایک کل کا دن ہے جو گذر گیا۔دوسرا موجودہ دن جو کام کرنے کا ہے اور تیسرا آئندہ کا جو امید کا دن ہے اور آئندہ کے بارے میں کسی کچھ علم نہیں کہ زندہ بھی رہے گا نہیں؟ جو دن گزر چکا ہے اس سے نصحت اور عبرت حاصل کرنی چاہیے موجودہ دن کو غنیمت جاننا چاہیا اور آئندہ کا دن خطرے کا دن ہے یعنی شاید وہ دن آئے یا نہ آئے یہی حال ان تینوں مہینوں کا ہے رجب گزر جاتا ہے اور رمضان کا انتظار ہوتا ہے یہ کسی کو علم نہیں کہ اس ماہ کے آنے تک زندہ رہے گا یا نہیں شعبان ان دونوں کے درمیان ہے اس مہینہ کے

آنے پر خدا کی عبادت اوراطاعت غنیمت جانوں حضرت رسول ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کونصیحت فرمائی کہ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزیں غنیمت جانو، بڑھاپے سے قبل جوانی بیماری سے قبل تندرستی، فقیری سے پہلے تونگری (مال داری) مصروفیت سے قبل فراغت اور موت سے قبل زندگی۔

(غنیۃالطالبین ص ۳۵۷)

شعبان المعظم کہنے کی وجہ

شعبان کے ساتھ معظم لگانے کی وجہ یہ ہے کہ معظم کا معنی ہے ''عظمت والی چیز، کیوں کہ یہ مہینے شرع کی نظر میں عظمت والامہینہ ہے اس لئے اس مہینے کو''شعبان المعظم'' کہاجاتا ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں ایک بابرکت رات آتی ہے جس کو''شب برأت'' کہاجاتا ہے اسی وجہ سے اس کوشعبان المعظم کہاجاتا ہے۔

شعبان کے حروف

شعبان کے پانچ حروف ہیں:ش،ع،ب،ا،ن

ان میں سے ہرحرف ایک ایک بزرگی کی نشان دہی کرتا ہے۔ش کا اشارہ شرف کی طرف ہے۔ع سے علو، بلندی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ب سے مراد بر، نیکی ہے۔الف سے مرادالفت اورن کاحرف نور کی جانب اشارہ کرتا ہے۔یہ پانچوں انعامات اللہ کی جانب سے اس ماہِ شعبان میں بندوں کودیئے جاتے ہیں۔(مسائل رفعت قاسمی)

ماہِ شعبان کی فضائل اوررسول اللہ ﷺ کاعمل

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے،اسلامی سال کے مہینوں کے بالترتیب نام یہ ہیں:محرم،صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ۔

۱۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں بندوں کے اعمال اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اٹھائے جاتے

ہیں اور یہ مہینہ رمضان کے قریب ہے، یہ مہینہ رمضان کی تمہید اور مقدمہ ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اس مہینہ میں برکت کی دعا فرمائی ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَادَخَلَ رَجَبَ قَالَ :اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِي رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَااِلٰى رَمَضَانَ". (مسنداحمد،رقم الحديث:۲۲۲۸)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ رجب کا مہینہ داخل ہونے پر یہ دعا کرتے تھے: "اے اللہ! ہمارے لئے رجب اورشعبان کے مہینوں میں برکت عطافرمائیں اورہمیں رمضان کے مہینے تک سلامتی کے ساتھ پہنچادیجئے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ هِلَالِ شَعْبَانَ مَالَايَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ،ثُمَّ يَصُوْمُ رَمَضَانَ لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّثَلَاثِيْنَ يَوْمًاثُمَّ صَامَ".

(دارقطنی،رقم الحديث:۲۱۴۹)

(ترجمہ)رسول اللہ ﷺ شعبان کے چاند(اوراس کے مہینہ کی تاریخوں) کی حفاظت کا جتنا اہتمام کیا کرتے تھے اتنا اہتمام کسی اور مہینے کے چاند کا نہیں کرتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھتے تھے اوراگر(۲۹ شعبان کو) چاند دکھائی نہ دیتا تو تیس دن پورے کرتے، پھر رمضان کے روزے رکھتے تھے۔

۴۔ ایک دوسری روایت میں ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى أَقُوْلَ لَايُفْطِرُوَيُفْطِرُحَتّٰى اَقُوْلَ لَايَصُوْمُ وَكَانَ اَكْثَرُصِيَامِهٖ فِي شَعْبَانَ،قَالَتْ:وَقَالَ:يَاعَائِشَةُ!اِنَّهٗ يُكْتَبُ فِيْهِ لِمَلَكِ الْمَوْتِ مَنْ يُّقْبَضُ

فَأنَاأحَبُّ الْأَيَنْسَخَ اسْمِیْ إِلَّا وَ أَنَاصَائِمٌ". (امالی المحاملی)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی لگاتار روزے رکھتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہیں چھوڑیں گے، اور کبھی روزے نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزے نہیں رکھیں گے، اور آپ ﷺ کے نفلی روزے اکثر شعبان کے مہینے میں ہوتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اس مہینے میں ملک الموت کو ان لوگوں کے نام لکھ کر دیئے جاتے ہیں جن کی روح قبض کی جائے گی، تو میں چاہتا ہوں کہ میرے نام کا فیصلہ روزے کی حالت میں کیا جائے۔

کثرت سے روزے رکھنے کی وجہ

اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس مہینے میں ایک بابرکت رات ہے جس کا نام شب برأت ہے۔ دوسری وجہ مذکورہ بالا حدیث میں موجود ہے کہ اس مہینے میں پورے سال میں مرنے والوں کا فیصلہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ اس حال میں نام لکھا جائے کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رمضان المبارک کے استقبال میں آپ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔

۵۔ قال رسول اللہ ﷺ: "تُقْطَعُ الْآجَالُ مِنْ شَعْبَانَ إِلٰی شَعْبَانَ حَتّٰی أَنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحَ وَيُوْلَدُلَهُ وَقَدْخَرَجَ اسْمُهٗ فِی الْمَوْتٰی". (تفسیر طبری، سورۃ الدخان)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (مخلوق کی) عمروں کا ایک شعبان سے دوسرے شعبان فیصلہ کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کی اولاد ہوتی ہے، حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں شامل ہو چکا ہوتا ہے۔

فائدہ: اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے استقبال کے لئے شعبان کا چاند اور اس کی

تاریخوں کو یادرکھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے ،اوررمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔تا کہ رمضان کا حساب کرنے میں غلط فہمی نہ ہواور مختلف قسم کے فتنے اورخرابیاں لازم نہ آئیں ۔لہذا شعبان اوررمضان کا چاند دیکھنا ضروری ہے،شعبان چونکہ رمضان کے کے لئے بطور تمہید کے ہے اس لئے شعبان میں نفل روزہ،تلاوت قرآن مجیداورنوافل وغیرہ کااہتمام کرنا مستحب ہے اوررسول اللہ ﷺ اس مہینہ میں رمضان کی تیاری شروع فرمادیا کرتے تھے اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی رمضان المبارک کے استقبال کاحکم فرمایا،چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کووعظ فرمایا کہ تمہارے اوپرایک مہینہ آرہاہے،اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جوہزاروں مہینوں سے بہتر ہے،اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے کوفرض فرمایا،اوراس کے رات کے قیام (تراویح) کوثواب کی چیز بنایاہے، جوشخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کاقرب حاصل کرے، ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیااور جوشخص اس مہینہ میں کسی فرض کوادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیے، یہ مہینہ صبر کا ہے اورصبر کابدلہ جنت ہے،اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے،اس مہینہ میں مؤمن کارزق بڑھادیا جاتا ہے، جوشخص کسی روزہ دار کاروزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اورآگ سے خلاصی کاسبب ہوگا،اورروزہ دار کے ثواب کی مانند اس کوبھی ثواب ملے گا،مگراس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!ہم میں سے ہرایک اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے ،توآپ ﷺ نے فرمایا: یہ ثواب تواللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یاایک گھونٹ پانی پلادے یاایک گھونٹ لسی پلادے اس پربھی مرحمت فرمادیتے ہیں ۔یہ ایسامہینہ ہے کہ اس کااول حصہ اللہ کی رحمت ہےاوردرمیانی حصہ مغفرت ہےاورآخری حصہ آگ سے آزادی ہے، جوشخص

اس مہینہ میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے، اور آگ سے آزادی دیں گے۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کو کثرت سے کرو، جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں، پہلی چیز کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری جنت کی طلب اور آگ سے پناہ مانگو۔ اگر کوئی روزہ دار کو پانی پلادے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں جانے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

ماہِ شعبان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بزرگ اصحاب رضی اللہ عنہم شعبان کا چاند دیکھ کر قرآن کریم زیادہ پڑھا کرتے تھے، مسلمان اپنے مال سے زکوۃ بھی نکالا کرتے تھے تاکہ غریب اور مسکین لوگ فائدہ اٹھاسکیں اور ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے لئے ان کا کوئی وسیلہ بن جائے۔ حاکم لوگ قیدیوں کو بلا کر ان میں سے جو حد (سزا) جاری کرنے کے لائق ہوتے تھے ان پر حد جاری کرتے تھے، باقی قیدی رہا کردیئے جاتے تھے۔ کاروباری لوگ بھی اس ماہ میں اپنا قرض ادا کیا کرتے تھے اور دوسروں سے جو کچھ وصول کرنا ہوتا تھا وصول کرلیا کرتے تھے ۔ ماہِ رمضان کا چاند نظر آنے پر لوگ غسل کرتے اور اعتکاف میں بیٹھ جاتے تھے۔ (غنیۃ الطالبین)

شب بیداری کی چودہ راتیں

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان چودہ راتوں کو جاگ کر اللہ کے حضور عبادت، تلاوت اور دعا کرتے گزارنا چاہیئے۔

۱۔ محرم کی پہلی رات ۲۔ عاشورہ کی رات ۳۔ رجب کی پہلی رات ۴۔ رجب کی درمیانی رات ۵۔ رجب کی ستائیسویں رات ۶۔ شعبان کی درمیانی رات ۷۔ عرفہ کی رات ۸۔ عیدالفطر کی رات ۹۔ عیدالضحیٰ کی رات ۱۰۔ ماہِ رمضان کی پہلی رات ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتیں

شب برأت کی فضیلت

شعبان کے مہینے میں ایک بابرکت اور فضیلت والی رات آتی ہے جس کو شب برأت کہتے ہیں، جو شعبان کی پندرہویں رات ہے، اس رات میں نفلی عبادت کی بہت فضیلت ہے۔ چنانچہ چند احادیث اس رات کی فضیلت کے بارے میں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث میں حضرت راشد بن سعد سے مرسلا مروی ہے:

۱۔ ''أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ''إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَطَّلِعُ إِلٰى عِبَادِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُلَهٗ كُلَّهُمْ، إِلَّا الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ، وَفِيْهَا يُوْحِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ لِقَبْضِ كُلِّ نَفْسٍ يُرِيْدُ قَبْضَهَا فِي تِلْكَ السَّنَةِ''. (جواهر العلم)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی شعبان کی پندرہویں رات میں اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، پھر اپنی سب مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں، مشرک اور بُغض رکھنے والے کے علاوہ، اور اس رات میں اللہ تبارک وتعالی ملک الموت کی طرف ہر اس جاندار کی روح قبض کرنے کی وحی فرماتے ہیں جن کے فوت ہونے کا اس سال میں اللہ تعالی ارادہ فرماتے ہیں۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ''.

(رواه الترمذي، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان)

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالی شعبان کی درمیانی رات میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں پھر بنو کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں کے تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتے ہیں۔

۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"قلت: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَمْ أَرَكَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَاتَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: ذَالِكَ شَهْرٌ يُغْفَلُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ".

(السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث: ٢٦٧٨)

(ترجمہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شعبان کے مہینے میں جتنے آپ (نفل روزے رکھتے ہیں، میں نے آپ کو کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رجب اور رمضان کے درمیان وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور اس مہینہ میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھائے جاتے ہیں، تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال اٹھائے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔

۴۔ حضرت کثیر بن مرہ سے مروی ہے کہ

"أَدْرَكْتُ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا لَمْ اَنْسَهُ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغْفِرُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ لِكُلِّ عَبْدٍ إِلَّا الْمُشْرِكَ أَوْ مُشَاحِنَ".

(فضائل رمضان لابن أبي الدنيا)

(ترجمہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے پایا، جس کو میں نہیں بھولا، کہ بے شک اللہ عزوجل شعبان کی پندرہویں رات میں مشرک اور کینہ رکھنے والے کے علاوہ ہر بندہ کی مغفرت فرما دیتے ہیں،

۵۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ

"إِذَا كَانَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَادَى مُنَادٍ، هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرُ لَهُ، هَلْ مِنْ

سَائِلٍ فَاُعْطِیْهِ فَلَایَسْاَلُ اَحَدٌشَیْئًااِلَّااُعْطِیَ اِلَّازَانِیَةٌ بِفَرْجِهَااَوْمُشْرِکٌ".

(شعب الایمان للبیهقی،رقم الحدیث:۳۵۵۵)

(ترجمہ)جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالی کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں؟ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو عطا کروں؟ اس وقت اللہ تعالی سے جو سچے دل سے مانگتا ہے اس کو ملتا ہے، مگر بدکار عورت اور مشرک کونہیں ملتا۔

حضرت کثیر بن مرہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں

قال رسول اللہ ﷺ:"اِنَّ رَبَّکُمْ یَطَّلِعُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلٰی خَلْقِهٖ فَیَغْفِرُلَهُمْ کُلَّهُمْ اِلَّااَنْ یَکُوْنَ مُشْرِکًااَوْمُصَارِمًا".

(بغیة الباحث،رقم الحدیث:۳۳۸)

(ترجمہ)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک آپ کے رب شعبان کی پندرہویں رات میں اپنی مخلوق کی طرف خصوصی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں اور مشرک اور قطع تعلق کرنے والے کے علاوہ سب کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

شب برأت کے بابرکت ہونے کی وجہ

جو رات آنے والی ہے یعنی پندرہویں شعبان اس کے خاص فضائل آتے ہیں اس لحاظ سے اس مبارک کہنا درست ہے گو احادیث میں مبارک کا لفظ نہیں آیا اگرچہ قرآن میں لفظ مبارکہ آیا ہے مگر یہ تفسیر خود محتمل ہے مگر یہ احتمال اس لقب میں مضر نہیں کیونکہ برکت کی حقیقت ہے کثرت نفع سے اگر کسی چیز کا کثیر النفع ہونا ثابت ہوجائے تو اس کو مبارک کہنا صحیح ہوگا پس احادیث میں جو فضائل اس رات کے آئے ہیں جب ان سے کثیر النفع ہونا معلوم ہوتا ہے اس کو مبارک کہنا صحیح ہوگا گو مبارک کا لفظ

نہ آیا ہو، لیکن قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ

(الدخان)

ہم نے اس قرآن کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈرانے والے ہیں اس رات کو ہر امر محکم کا فیصلہ کیا جاتا ہے''

یعنی یہ بھی ایک برکت ہے کہ اس شب میں تمام امور (کاموں) کا فیصلہ ہو جاتا ہے تمام امور میں سب چیز آ گئی صرف نماز وروزے ہی نہیں دنیاوی امور بھی اس میں داخل ہیں مثلاً اس کھیت میں اتنا اناج پیدا ہوگا، جنگ ہوگی فتح ہوگی یا شکست ہوگی اتنی بارش برسے گی (موت وحیات، شادی و بیاہ وغیرہ) غرض سب امور کا فیصلہ وانتظام ہوتا ہے یہ سب انتظام برکت میں داخل ہو گیا پس ایک قسم تو برکت کی یہ ہے دوسری قسم کی برکت دینی ہے جو احادیث میں مذکور ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالی اول شب سے آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں، یہ خصوصیت اس رات میں بڑی ہوئی ہے (کیونکہ ہر روز نصف شب کے بعد اللہ تعالی آسمان دنیا پر تجلی فرما کر بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں) یعنی اور راتوں میں نصف شب کے بعد نزول الٰہی ہوتا ہے اور اس شب میں شروع ہی سے نزول فرماتے ہیں، یہ بھی وجہ برکت میں سے ایک ہے اس کی قدر وہی کرے گا جس میں محبت کا مادہ ہوگا کیونکہ ایک ایک لمحہ غنیمت معلوم ہوگا، وہ تو محبوب کی طرف سے پانچ منٹ بڑھا دینے کو بھی بہت غنیمت سمجھے گا اور یہاں (شب برأت وشب قدر میں) پوری رات ملتی ہے تو یہاں اضافہ اصل سے بھی زیادہ ہو گیا مجموعہ دونوں سے بڑھ گیا۔

شب برأت میں حضور ﷺ کا عمل مبارک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ (پندرھویں شعبان کو) میری باری تھی

اور حضور ﷺ میرے مکان پر تشریف لائے اور کپڑے اتارے اور ابھی پوری طرح اتارے بھی نہ تھے کہ پھر پہن لئے، مجھ پر وہی شک سوار ہوا جو عورتوں کو ہوا کرتا ہے میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ ضروری میری کسی سوکن کے پاس جائیں گے، میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی، تلاش کرتے کرتے آپ ﷺ بقیع الغرقد (مسلمانوں کا قبرستان) میں ملے، آپ ﷺ مؤمنین اور مؤمنات اور شہداء کے لئے استغفار فرما رہے تھے۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ تو کس کام میں مشغول ہیں اور میں کس سوچ میں آپ کے پیچھے چلی آئی، وہاں سے واپس اپنے حجرے میں آئی، میرے سانس پھول رہا تھا۔

اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا: اے عائشہ! تم اتنا ہانپ کیوں رہی ہو؟ میں نے ساری بات بتائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم کو یہ خوف تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میرے پاس تو اس وقت جبرائیل آئے اور آ کر بتایا کہ آج کی رات شعبان کی پندھویں رات ہے، اس رات میں حق تعالیٰ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کریں گے۔ البتہ مشرک، کینہ ور اور قطع تعلق کرنے والے اور ٹخنہ سے نیچے لُنگی پہننے والے، نیز والدین کی نافرمانی کرنے والے اور ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے پر حق تعالیٰ نظر عنایت نہیں فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم آج کی رات مجھے عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو، میں نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ! چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے، پھر ایک لمبا سجدہ کیا حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں (خدانخواستہ) آپ ﷺ کی روح مبارک تو قبض نہیں ہو گئی؟ میں کھڑی ہو کر ٹٹولنے لگی اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے تلوؤں پر رکھا، آپ ﷺ نے حرکت فرمائی جس سے میں مسرور ہو گئی، آپ ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے تھے:

"اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُبِرِضَاکَ مِنْ سَخطِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ اِلَیْکَ لاَاُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَااَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ"

میں نے جب اس دعا کا تذکرہ آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ دعا خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ، کیوں کہ جبرائیل علیہ السلام نے یہ دعا مجھے سکھلائی ہے"۔

شب برأت میں تین اعمال احادیث سے ثابت ہیں

(۱) پندرھویں رات کو اپنے گھر میں نفلی اور انفرادی عبادت کرنا، لیکن نفلی نماز میں کوئی مخصوص تعداد رکعتوں کی یا مخصوص سورتوں کی نہیں بلکہ جتنی رکعتیں ممکن ہوں عام نفل نماز کی طرح انفرادی طور پر پڑھ لی جائیں۔

(۲) پندرھویں شعبان کی رات قبرستان جانا بھی ثابت ہے نبی اکرم ﷺ زندگی میں صرف ایک مرتبہ اس رات کو جنت البقیع کے قبرستان تشریف لے گئے اور مردوں کے لئے دعا استغفار فرمایا۔ (ترمذی)

لہٰذا کوئی اگر ثواب کی نیت کر کے اس رات قبرستان جائے گا تو انشاءاللہ اجر پائے گا، لیکن وہاں میلے لگانا، قوالی پڑھنا، سننا، پھول اور چادریں چڑھانا سب گناہ کی باتیں ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے، اسی طرح عورتوں کا قبرستان جانا ہر حال میں منع ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ لعنت فرمائے ان عورتوں پر جو قبرستان جاتی ہیں اور ان مردوں پر بھی جو قبروں پر چراغاں کرتے ہیں"۔

(ابن ماجہ)

قبرستان جانے کے آداب

آنحضرت ﷺ نے ابتداء اسلام میں قبروں پر جانے سے منع فرمایا تھا کیوں زمانۂ جاہلیت قریب تھا، اس لئے اندیشہ تھا کہ شاید لوگ قبروں پر جا کر کفر و شرک کی باتیں نہ کرنے لگیں، جب اسلام

نے دلوں میں رسوخ حاصل کرلیا تو آپ ﷺ نے زیارت قبور کی اجازت دے دی، لہٰذا تمام علماء کے نزدیک قبروں کی زیارت مستحب ہے؛ کیوں کہ قبروں پر جانے سے دل میں نرمی آتی ہے، موت یاد آتی ہے اور دل ودماغ اس عقیدہ پر پختہ ہوتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے اور اس عالم کے علاوہ ایک عالم ہے جہاں جاتا ہے اور وہاں جاکر اس عالم کے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ جنت البقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور وہاں کے مردوں پر سلام پیش فرماتے، نیز ان کے لئے دعا مغفرت بھی فرماتے۔

قبروں پر جانے کے کچھ آداب واحکام ہیں جن کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔

۱۔ جب کوئی شخص دعائے مغفرت وایصال ثواب کی خاطر قبر پر جائے تو وہاں صاحبِ قبر کے منہ کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ منہ تو قبر کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف ہو۔

۲۔ قبر پر پہنچ کر صاحبِ قبر کو سلام کرے۔

۳۔ قبر کو ہاتھ (تعظیماً) نہ لگائے۔

۴۔ قبر کو چومے نہیں۔

۵۔ قبر کے سامنے نہ تو تعظیماً جھکے اور نہ سجدہ کرے۔

۶۔ قبر کی مٹی منہ پر نہ ملے، کہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے۔

قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت مکروہ نہیں، اور دوسرے دنوں کے بنسبت جمعہ کے روز قبرستان جانا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ دوسرے دنوں کی بنسبت جمعہ کے دن میت کو زیادہ ادراک دیا جاتا ہے اور جمعہ کے روز اپنی قبر پر آنے والوں کو زیادہ پہنچانتا ہے۔ (مظاہر حق)

قبر پر جانے کا مسنون طریقہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ عَلَیْھِمْ

بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَااَهْلَ الْقُبُوْرِيَغْفِرُاللّٰهُ لَنَاوَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَاوَنَحْنُ بِالْاَثَرِ".

(ترمذی)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے قبرستان سے گزرے تو آپ ﷺ قبروں کی طرف چہرہ مبارک کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَااَهْلَ الْقُبُوْرِيَغْفِرُاللّٰهُ لَنَاوَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَاوَنَحْنُ بِالْاَثَرِ".

(اے قبر والو! تمہاری خدمت میں سلام پیش ہے، اللہ تعالیٰ ہماری تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے پہنچے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

جب کسی قبر کی زیارت کی جائے تو اس وقت سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب میت کو پہنچا کر اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ (مظاہر حق)

(۳) پندرہ شعبان کے دن کو روزہ رکھنا۔ (ابن ماجہ)

ویسے بھی ہر اسلامی ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ کو آپ ﷺ سے روزہ بہت کثرت سے رکھنا ثابت ہے اور رمضان کے بعد سب سے زیادہ روزے آپ ﷺ شعبان ہی میں رکھا کرتے تھے، حدیث شریف میں ہے: "قوموا ليلها وصوموا نهارها" یعنی پندرھویں رات کو عبادت کرو اور اگلے دن روزہ رکھو۔ اس لئے پندرہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

شب برأت کی مسنون دعائیں

"اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُبِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ اِلَيْكَ لَااُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَااَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" (الترغیب والترهیب)

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّتُحِبُّ الْعَفْوَفَاعْفُ عَنِّيْ". (ابن ماجه)

جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ دعا خود بھی سیکھو اور

دوسروں کو بھی سکھاؤ، کیوں کہ جبرائیل علیہ السلام نے یہ دعا مجھے سکھلائی ہے اسی لئے علماء لکھتے ہیں کہ یہ دعا دنیا وآخرت کی تمام خیر وبھلائی کے لئے جامع ہے۔

کیوں کہ حق تعالی کی طرف سے بندہ کے معاملہ میں عفو ودرگزر اور بخشش ہے وہ سب سے عظیم سعادت ہے جو ہر خیر وبھلائی کا نقطہ عروج ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ''بندہ کی طرف سے حق تعالی کی بارگاہ میں کوئی سوال طلب عافیت وبخشش سے افضل نہیں ہے''۔

اگر یہ دعا یاد نہ ہو سکے تو اپنی زبان میں خیر وعافیت ومغفرت طلب کرے، یا یہ دعا کرلے۔ مگر پہلے درود شریف پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے:

''اے میرے اللہ! تو ہی سب پر احسان کرنے والا ہے اور تجھ پر کوئی احسان نہیں کرسکتا، اے بزرگی ومہربانی رکھنے والے اور اے بخشش کا انعام کرنے والے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو گرتوں کو تھامنے والا، بے پناہوں کو پناہ دینے والا، اور پریشان حالوں کا سہارا ہے۔ یا اللہ! تیرے سوا کس سے مانگیں، تو ہی داتا ہے، اے اللہ! اگر تو نے مجھے اپنے پاس ام الکتاب میں بھٹکا ہوا یا محروم یا کم نصیب لکھ دیا ہے تو اے اللہ! اپنے فضل وکرم سے میری خواری، بدبختی، راندگی اور روزی ورزق کی کمی کو دور کردے، بیشک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! میری پریشانیوں کو دور فرما، خواہ میں ان کو جانتا ہوں یا نہیں، بیشک تو ہی سب سے برتر اور بڑھ کر احسان کرنے والا ہے۔ اے اللہ! نیک اولاد عنایت فرما اور ہماری مغفرت فرما، اے اللہ! تمام گناہوں کو معاف فرما صغیرہ ہوں یا کبیرہ، یا اللہ! بعض گناہ ایسے ہیں جو کہ ہم نے پوشیدہ طور پر کئے تھے کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، اے اللہ! تو نے پردہ پوشی فرمائی تو ہی معاف فرما اور آئندہ کے لئے ہدایت فرما، دین میں جو کوتاہیاں ہوئیں ہیں ان کو بھی معاف فرما، اے اللہ! ایمان پر خاتمہ فرما۔ اے اللہ! ہمارے والدین، اساتذہ اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔

اے اللہ! ہمیں مانگنا نہیں آتا، ہم وہ کچھ مانگتے ہیں جو تیرے نبی کریم ﷺ نے تجھ سے

مانگا، اور جن چیزوں سے انہوں نے پناہ مانگی ہم بھی ان چیزوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ اپنے پیارے حبیب کے صدقے ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔

اللہ کی رحمت سے محروم افراد

لیکن اس رات میں چند اشخاص کی مغفرت نہیں ہوتی (۱) مشرک (۲) کینہ رکھنے والے (۳) قطع رحمی کرنے والے (۴) شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے (۵) والدین کے نافرمان (۶) شرابی (۷) کسی کو ناحق قتل کرنے والے (۸) زانی۔ (کنز العمال)

ا۔ مشرک

خدا کی ذات وصفات میں غیر خدا کو شریک کرنے والا اور اس کے ساتھ معبود کی طرح معاملہ کرنے والا، اس کی پرستش کرنے والا۔ ایسے شخص کے بارے میں اللہ رب العزت کا فیصلہ بڑا سخت ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾

(النساء)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالی نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے اور بخش دیتا ہے اس کے نیچے کے گناہ جس کو وہ چاہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان)

(ترجمہ) اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے، جب اس کو سمجھانے لگا، اے بیٹے! شریک نہ ٹھہراؤ (اللہ کے ساتھ) بیشک شریک بنانا بڑا ظلم ہے۔

اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ایک عظیم جرم ہے اور بغاوت ہے اور یہ جرم نا قابل معافی ہے، اپنی جان پر اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں جو کہ سبب دائمی ہلاکت اور بربادی کا ہے، اللہ رب العزت جو کہ خالق ومالک ارض وسماء یعنی زمین وآسمان کا مالک ہے اور اس کی ذات تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

خداوندِ قدوس جو کہ رحیم وکریم ذات ہے مگر غیرتِ خداوندعالم اس کی معافی کو گوارا نہیں فرماتی، جس طرح خدا کی ذات میں شرک جرم عظیم ہے اسی طرح اللہ تعالی کی صفاتِ کمالیہ میں بھی شرکت گناہ عظیم ہے۔

شرک کی چند صورتیں

شرک فی العبادت

یعنی جو کام اللہ تعالی نے اپنی تعظیم اور بڑائی کے لئے مقرر فرمائے ہیں، مثلا: نماز، روزہ، قربانی، نذرومنت، ذکروظیفہ اور دعا وغیرہ، ان میں سے کسی عمل میں غیر اللہ کو شریک ٹھہرانا شرک فی العبادت کہلاتا ہے۔

شرک فی القدرت والتصرف

اللہ تبارک وتعالی قادرِ مطلق ہیں، کوئی چیز اللہ تعالی کی قدرت سے باہر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے، لہذا غیر اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ روزی، اولاد، زندگی وموت وغیرہ پر قادر ہے یہ شرک فی القدرت کہلاتا ہے۔

شرک فی العلم

اللہ تعالی کا علم علم غیب ہے، یعنی اللہ تعالی کو ہر وقت ہر ہر چیز کا علم ہے۔ تو غیر اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر چیز اس کے علم میں ہے اور اس کو ہر ہر چیز کی خبر ہے، یا وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے

اور ہر بات وپکار کو سنتا ہے، یہ شرک فی العلم کہلاتا ہے۔

۲۔ کینہ رکھنے والا

آپس میں ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے کینہ رکھے تو یہ بالکل حرام اور خدا کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾(الاعراف)

(ترجمہ) اختیار کرو معاف کردینے کو اور حکم کرو اچھی بات کا اور منہ موڑ جاہلوں سے"۔

ہر انسان سے غلطی کا امکان رہتا ہے، اگر کسی سے کوئی غلطی ہوجائے تو معاف کرنا اللہ تعالی کو بہت پسند ہے، اسی وجہ سے ارشاد فرمایا کہ معاف کرنا اختیار کرو، اور اگر جاہلوں سے کوئی نامناسب بات پہنچے تو ان سے اعراض کرو۔

کینہ کسے کہتے ہیں؟

عربی میں اسے "حقد" کہتے ہیں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب کسی آدمی کو غصہ میں اپنے دشمن سے بدلہ لینے کی قدرت نہ ہو تو اس کے ضبط کرنے سے اس کے دل میں ایک قسم بوجھ ہوجاتا ہے، اس کو حقد یعنی کینہ کہتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو معاف کرکے اس آدمی سے میل جول وتعلقات شروع کردیئے جائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر پیر و جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندہ کی مغفرت کردی جاتی ہے جو اللہ تعالی کے ساتھ بالکل شریک نہ ٹھہراتا ہو اور جس کے دل میں کسی مسلمان بھائی کے بارے میں کینہ نہ ہو۔

۳۔ قطع رحمی کرنے والا

جوعزیز واقارب کے حقوق ہم پرواجب ہیں ان کوادانہ کرنا،اوران کے ساتھ بدسلوکی کرنا، تعلقات ختم کرنااس کوقطع رحمی کہتے ہیں۔

احادیث مبارکہ میں اس فعل کونہایت مذموم قراردیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إنَّ أعْـمَـالَ بَنِيْ آدَمَ تُـعْـرَضُ كُـلَّ خَـمِيْسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَلَايُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رِحْمٍ". (مسنداحمد)

(ترجمہ) بنی آدم کے اعمال ہر جمعہ کی رات میں اللہ تعالی کے حضور پیش کئے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والا کا کوئی علم قبول نہیں ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کا ارشادگرامی ہے:''دوگناہ اس قدرسخت ہیں کہ ان کے کرنے والے کو بہت جلدی دنیامیں بھی عذاب ملتاہےاورآخرت میں اس کے علاوہ عذاب ہوگا،ظلم اور قطع رحمی۔(مشکوۃ)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں:''رحم کالفظ اللہ تعالی کے پاک نام رحمٰن سے نکالا گیاہے جواس کوملائے گارحمٰن اس کوملائے گا،اورجواس کوتوڑے گارحمٰن اس کوتوڑ کے رکھ دے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعدایک مجمع تشریف فرماتھے،فرمانے لگے میں تم لوگوں کوقسم دیتے ہوں،اگراس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہوتو چلا جائے۔ہم اللہ تعالی سے ایک دعا کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بندہوجاتے ہیں۔

خدانے انسان کوجوجسم وجان دیئے ہیں،امانت ہے انسان کی مددسے نیکی کی رات

میں جد وجہد تو کرسکتا ہے ان کو ضائع نہیں کرسکتا، اور جو شخص یہ بددیانتی اور خیانت کرتا ہے، خدا کی نظر میں وہ بڑا باغی اور مجرم ہے اس رات کو خاص رحمت ومغفرت سے محروم رہے گا اور دوسری بہت سی سزاؤں کا بھی مستحق ہوگا۔

۴۔ شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا لنگی پہننا یا بہت لمبی آستین بنانا یا بہت لمبا شلمہ چھوڑنا۔ احادیثِ مبارکہ میں اس بارے میں بھی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

"اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنا پاجامہ یا لنگی ٹخنوں سے نیچے لٹکائے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: "جو ٹخنہ چادر سے ڈھکا ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔

ارشاد فرمایا: "اسبال یعنی دراز کرنا اور حد سے بڑھانا ازار میں بھی ہوتا ہے اور کرتہ میں بھی اور عمامہ میں بھی، جو شخص ان میں سے کسی لباس کو تکبر کی وجہ سے حد سے زیادہ بڑھائے اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔ (ابن ماجہ)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح شلوار یا چادر زیادہ لمبا رکھنا ممنوع ہے، اسی طرح کُرتہ، عمامہ اور آستین وغیرہ بھی زیادہ بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال: حدیث میں تو تکبر کی وجہ سے ممانعت وارد ہوئی ہے، اگر کوئی شخص تکبر کی وجہ سے نہ لٹکائے اس کے لئے تو جائز ہونا چاہیئے؟

جواب: اول تو یہ کہنا غلط ہے کہ ہم تکبر نہیں کرتے، اگر یہ بات درست ہوتی تو سنت کے مطابق عمل کرنے میں کیا حرج تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن میں تکبر کا لفظ منقول نہیں ہے، مطلقاً ارشاد وارد ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے خواہ تکبر ہو یا نہ ہو ہر حال میں مرد کے لئے ٹخنوں کو ڈھانپنا ممنوع ہے۔

۵۔والدین کا نافرمان

شب برأت میں اللہ کی رحمت سے محروم رہنے والوں میں سے ایک والدین کا نافرمان بھی ہے، جو اللہ تعالیٰ رحمت سے اس بابرکت رات میں بھی محروم رہتا ہے۔

والدین کا عظمت ومقام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر تذکرہ فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ نے جہاں اپنی توحید کو ذکر فرمایا ہے وہاں توحید کے بعد جو سب سے بڑا حق ذکر فرمایا وہ ماں باپ کا حق ذکر فرمایا ہے ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً'' (بنی اسرائیل) ''اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً﴾ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اُف تک نہ کہو، اور نہ اُنہیں جھڑکو، بلکہ اُن سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْراً﴾ (بنی اسرائیل:۲٤)

(ترجمہ) اور اُن کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے اُن کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دُعا کرو کہ: ''یا ربّ! جس طرح اُنہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی اُن کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اس کا رزق بڑھائے اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے'' (انوار البیان بحوالہ

درمنثور وبیہقی)اس سے معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے عمر دراز ہوتی ہے اور وسعت نصیب ہوتی ہے، نئی نسل کے بہت سے نوخیز نوجوان دوست واحباب اور بیوی بچوں پر تو بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے ہیں اور ماں باپ کے لئے پھوٹی کوڑی خرچ کرنے سے بھی ان کا دل دکھتا ہے، یہ لوگ آخرت کے ثواب سے تو محروم ہوتے ہی ہیں دنیا میں بھی نقصان اٹھاتے ہیں، ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کرنے سے جو عمر میں برکت اور رزق میں وسعت ہوتی ہے اس سے محروم رہتے ہیں۔

والدین اور اولاد کے لئے نان نفقہ مہیا کرنے کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کیلئے روزی کماتا ہے اور دوڑ دھوپ کرتا ہے وہ خدا کے راستے میں ہے اور جو آدمی اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کیلئے محنت کرتا ہے، وہ بھی خدا کے راستے میں ہے اور وہ آدمی اپنی ذات کیلئے کرتا ہے تا کہ لوگوں کے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے۔ (بخاری مسلم)

قرآن وحدیث میں والدین سے متعلق چند حقوق بیان کئے گئے ہیں

(ا) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو

فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اللہ جل شانہٗ خالق ہے، اسی نے سب کو وجود بخشا ہے اس کی عبادت اور شکر گذاری بہر حال فرض اور لازم ہے اور اس نے چونکہ انسانوں کو وجود بخشنے کا ذریعہ ان کے ماں باپ کو بنایا اور ماں باپ اولاد کی پرورش میں بہت کچھ دکھ تکلیف اٹھاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ ماباپ کے احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا

(۲)والدین کولفظِ اف بھی نہ کہو

ماں باپ دونوں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہوجائے تو ان کو''**اف**'' بھی نہ کہو، مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا کلمہ ان کی شان میں زبان سے نہ نکالو جس سے ان کی تعظیم میں فرق آتا ہو، یا جس کلمہ سے ان کے دل کو رنج پہنچتا ہو۔

لفظ **اف** بطور مثال کے فرمایا ہے، بیان القرآن میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اردو کے محاورہ کے مطابق اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ''ان کو ہوں بھی مت کہو''

ماں باپ کی تعظیم وتکریم اور فرمانبرداری ہمیشہ واجب ہے بوڑھے ہوں یا جوان ہوں، جیسا کہ آیات اور احادیث کے عموم سے معلوم ہوتا ہے لیکن بڑھاپے کا ذکر خصوصیت سے اس لئے فرمایا کہ اس عمر میں جاکر ماں باپ بھی بعض مرتبہ چڑچڑے ہوجاتے ہیں اور ان کو بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں اولاد کو ان کا اگلدان صاف کرنا پڑتا ہے، میلے اور ناپاک کپڑے دھونے پڑتے ہیں جس سے طبیعت بور اور مکدر ہونے لگتی ہے اور بعض مرتبہ تنگ دل ہوکر زبان سے الٹے سیدھے الفاظ بھی نکلنے لگتے ہیں اس موقع پر صبر اور برداشت سے کام لینا اور ماں باپ کا دل خوش رکھنا اور رنج دینے والے لفظ سے بھی پرہیز کرنا بہت بڑی سعادت ہوتی ہے۔

حضرت مجاہد نے فرمایا کہ تو جب والدین کے کپڑے وغیرہ سے گندگی اور پیشاب پاخانہ صاف کرتا ہے، تو اس موقع پر اف بھی نہ کہہ، جیسا کہ وہ بھی اف نہ کہتے تھے جب تیرے بچپن میں تیرا پیشاب پاخانہ وغیرہ دھوتے تھے (درمنثور)

(۳)والدین کو مت جھڑکو

(اف کہنے کی ممانعت کے بعد) یہ بھی فرمایا کہ ان کو مت جھڑکو، جھڑکنا اف کہنے سے بھی زیادہ بُرا ہے، جب اف کہنا منع ہے تو جھڑکنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ پھر بھی واضح فرمانے کے لئے

خاص طور سے جھڑکنے کی صاف اور صریح لفظوں میں ممانعت فرمادی۔

(۴) والدین کے ساتھ ادب سے بات کرو

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا یعنی ماں باپ سے خوب ادب سے بات کرنا اچھی باتیں کرنا، لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر وتکریم کا خیال رکھنا یہ سب قولا کریماً میں داخل ہے۔

(۵) والدین کے سامنے تواضع اختیار کرو

ارشادفرمایا: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ یعنی ماں باپ کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اس کی تفسیر میں حضرت عروہؒ نے فرمایا کہ تو ان کے سامنے ایسی روش اختیار کر کہ ان کی جو دلی رغبت ہو اس کے پورا ہونے میں تیری وجہ سے فرق نہ آئے ،اور حضرت عطاء بن ابی رباح نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ماں باپ سے بات کرتے وقت نیچے اوپر ہاتھ مت اٹھانا (جیسے برابر والوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے اٹھاتے ہیں)

جس طرح مرغی اپنے بچوں کے لئے اپنے پر جھکا دیتی ہے، ان کو پروں میں چھپا لیتی ہے بچے اندر سے تنگ بھی کر رہے ہوتے ہیں تب بھی انھیں باہر نہیں دھتکارتی بلکہ اس تکلیف کو برداشت کرتی ہے اس طرح سے تم کو اگر والدین سے کوئی اذیت ہو جائے تو برداشت کر لینا ان کے سامنے بچھ جانا اپنی عزت کو ختم کر دینا (تفصیلِ قرطبی)

(۶) والدین کے حق میں دعا کرو

ایک نصیحت یہ بھی فرمائی کہ ماں باپ کے لئے یہ دعا کرتے رہا کرو رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا (کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا اور پرورش کیا)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ قُل کے ذریعے اولاد کو حکم دیا کہ والدین کے حق میں یہ دعا کیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ اولاد پر واجب ہے کہ وہ والدین کے حق میں دعا کریں۔(روح المعانی)
ایک حدیث میں ہے جب کوئی بندہ والدین کے حق میں دعا نہیں کرتا تو رزق کی تنگی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے(روح البیان)

۶۔شرابی

شراب پینے والا بھی ان لوگوں میں سے ہے جو اس رات میں رحمت الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

'ثَلاثَۃٌ لَایَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃً' تین قسم کے انسان ایسے ہیں کہ اللہ پاک ان کی نماز کو قبول نہیں کرتا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ان کی ایک نیکی کو بھی آسمان کی طرف بلند نہیں کرتا

۱. اَلْعَبْدُ الاٰبِقِ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوَالِیْہِ وہ غلام جو بھاگ جائے جب تک وہ واپس نہ آئے اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتا غلام کا مسئلہ تو آج کل مفقود ہے

۲۔ وَالْمَرْأَۃُ السَّاخِطُ عَلَیْھَا زَوْجُھَا وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو جائے اس کا بھی کوئی عمل اللہ پاک قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے۔

۳۔ وَالسُّکْرَانُ حَتّٰی یَصْحُوْ وہ آدمی جو نشے کی حالت میں ہے جس نے نشے کی چیز کھالی ہے یا پی لی ہے اور وہ نشے میں ہے اس وقت تک اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتا یہانتک کہ وہ توبہ نہ کرلے

ایک روایت میں آتا ہے کہ میدان محشر میں جب سارے لوگ جمع ہو جائیں گے تو جہنم سے ایک جانور نکلے گا، زمین آسمان کے درمیان کی مسافت جتنی لمبی اس کی گردن ہوگی، اور یہ آواز لگائے گا! کہاں ہیں اللہ سے لڑنے والے؟ کہاں ہیں اللہ سے جنگ کرنے والے؟ کہاں ہیں اللہ سے مقابلہ

کرنے والے؟ تو حضرت جبریل امین علیہ السلام اس سے پوچھیں گے تجھے کن لوگوں کی تلاش ہے؟ وہ کہے گا مجھے پانچ قسم کے آدمیوں کی تلاش ہے

(۱) بے نمازی: کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں نماز نہیں پڑھتے تھے؟ چنانچہ بے نمازیوں کو ایک ایک کر کے اپنے منہ میں جمع کرے گا،

(۲) زکوۃ ادانہ کرنے والے: پھر کہے گا کہاں ہیں وہ لوگ زکوۃ نہیں دیتے تھے؟

(۳) شراب پینے والے: پھر کہے گا کہاں ہیں شرابی؟ پھر ان کو تلاش کرے گا

(۴) سود کھانے والے: پھر کہے گا کہاں ہیں سود خور؟

(۵) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والے: پھر کہے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو مسجد میں دنیا کی باتیں کیا کرتے تھے، اس اعلان کے بعد یہ اپنا کام شروع کرے گا، چنانچہ بے نمازیوں، زکوۃ نہ دینے والوں، شرابیوں، سود خوروں اور مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والوں کو تلاش کرے گا اور مذکورہ قسموں کے گناہ گاروں کو ایک ایک کر کے اپنے منہ میں جمع کرے گا اور سب کو لے کر جہنم میں چلا جائے گا، ایک روایت میں ہے جہنم کو جب سامنے لایا جائے گا تو نافرمانوں اور کافروں کو دیکھ کر اس قدر چیخے گی چنگاڑے گی کہ ہر نبی اور صدیق گھٹنوں کے بل گر جائے گا اور کہے گا ”اے اللہ مجھے بچالے“ اے اللہ مجھے بچالے“

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہونگے! اے اللہ میری امت کا کیا بنے گا؟ علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں اے گناہ کرنے والے! کیا یہ جہنم کی آگ برداشت کرلو گے؟ کیا داروغہ جہنم کی جانب سے پڑنے والے کوڑے برداشت کرلو گے؟ وہ آگ کو اس قدر ڈانٹ پلائے گا کہ وہ اس حد تک تیز ہو جائے گی اور جوش مارنے لگے گی کہ اس کے اپنے بعض حصے بعض کو جلانے لگیں گے، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، دیکھئے کس قدر خطرناک بات ہے اور سخت عذاب ہے، آیئے سچے دل سے ان گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے مطابق عمل کرنے کی

کوشش کریں۔

شراب والے دس آدمیوں پر لعنت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی

(۱) شراب بنانے والے پر (۲) شراب بنوانے والے پر (۳) اس کے پینے والے پر (۴) اس کے اُٹھانے والے پر (۵) جس کی طرف اُٹھا کر لے جائی جائے اس پر (۶) اس کے پلانے والے پر (۷) اس کے بیچنے والے پر (۸) اس کی قیمت کھانے والے پر (۹) اس کے خریدنے والے پر (۱۰) جس کے لئے خریدی جائے اس پر۔

شراب چھوڑنے پر انعام

وَحَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ اور میرے رب عزوجل نے یہ قسم کھائی ہے:

میری عزت وجلال کی قسم لَایَشْرَبُ عَبْدٌمِنْ عَبِیْدِیْ جُرْعَۃًمِنْ خَمْرٍ اِلَّاسَقَیْتُہٗ مِنَ الصَّدِیْدِمِثْلَھَا میرے بندوں میں جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا تو میں آخرت میں اس کو اتنا ہی لہو و پیپ ضرور پلاؤں گا

وَلَایَتْرُکُھَامِنْ مَخَافَتِیْ اِلَّاسَقَیْتُہٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدُسِ اور جو بندہ میرے خوف سے شراب کو چھوڑ دے گا تو میں آخرت کے قدسی حوضوں کی شراب طہور اپنے اس بندہ کو ضرور نوش کراؤں گا

مطلب یہ ہوا کہ جو ایک گھونٹ پینے سے رک گیا اس نے اپنے آپ کو روک لیا سامنے موقع آیا لیکن اس نے نہیں پیا اللہ کے خوف سے ۔فرمایا: اللہ پاک اسے اپنے عرش کے یہاں سے نیچے کا ایک خاص پانی اسے پلائیں گے جس کے پینے کے بعد اسے پیاس محسوس نہیں ہوگی اسے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوگی

۷۔ناحق قتل کرنے والا

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہنے والوں میں سے ایک ناحق قتل کرنے والا بھی ہے۔کسی معصوم جان کو قتل کرنا گناہِ عظیم ہے اور ایسے آدمی کی بخشش شبِ برأت میں بھی نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:﴿ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ اِلا بالحق﴾(الفرقان)

(ترجمہ)اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ نفس کو ناحق قتل نہیں کرتے''۔

رحمان کے بندے وہ ہیں جو کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے،ناحق قتل کرنا اس قدر سنگین جرم ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر سارے آسمان وزمیں والے کسی ایک انسان کے قتل میں شریک ہوجائیں تو قیامت کے دن اللہ سب سے پوچھے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً میں (محمد) اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں۔الا یہ کہ ان تین چیزوں میں سے کسی کو کر گزرے:

(۱) کسی کو قتل کردے (۲) شادی شدہ ہو کر زنا کرلے (۳) اپنے دینِ اسلام کو چھوڑ کر مسلمان کی جماعت سے علیحدہ ہوجائے۔

تشریح:مسلم کی جان بہت قیمتی ہے حتیٰ کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمام آسمان وزمین والے مل کر کسی مومن کو قتل کردیں تو ان سب کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا۔(مشکوٰۃ)

نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری دنیا کا ختم ہوجانا ایک مسلمان کے قتل ہوجانے کے مقابلے میں بہت ہی بے حقیقت ہے،اسی حقیقت کے پیشِ نظر اس حدیث میں یہ فرمایا کہ

مسلمان کا خون بہانا کسی طرح بھی حلال نہیں ہاں اگر وہ زنا کرلے تو اس کو پتھروں سے مار دیا جائے (اسے رجم کہتے ہیں) بشرطیکہ وہ شادی کرچکا ہو اور اس کے بعد زنا کیا ہو (اور اگر شادی شدہ نہ ہو اور زنا کرلے تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں جس کی پوری تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے)۔

دوسرا سبب: مسلمان کے خون بہانے کے جائز ہونے کا یہ ہے کہ وہ کسی کو قتل کردے تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے

تیسرا سبب: یہ ہے کہ وہ اسلام سے پھر جائے یعنی کافر ہو جائے (مثلاً اسلام کے عقائد کا انکار کرے یا اسلام کی کسی چیز کا استہزا یا مذاق اڑائے)۔ آج تک امت مسلمہ جس چیز کو اسلام کی چیز سمجھتی آئی ہو اس کا انکار کردے (جیسے ختم نبوت کا مسئلہ) تو اسے پہلے سمجھایا جائے اور اسلام میں واپس آنے کی دعوت دی جائے اگر اسلام قبول کرلے اور اپنے غلط عقیدے سے باز آجائے تو بہت اچھا ہے ورنہ اُسے قتل کردیا جائے۔

ناحق قتل کی سزا

یزید بن زیادہ رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے سردار عبید اللہ بن زیاد جب قتل کیا گیا تو اس کا سر اور اس کے ساتھیوں کے سر میدان میں رکھے گئے اچانک ایک بڑا سانپ نمودار ہوا تمام لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر منتشر ہو گئے وسانپ تمام سروں میں گھس کر پھرتا اور پھر باہر نکل جاتا یہاں تک کہ ابن زیاد کے دونوں نتھنوں سے نکلا کئی بار اسی طرح کر کے وہ چلا گیا پھر لوٹ کر آیا اور دوسرے سروں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا اور پھر غائب ہو گیا کچھ معلوم نہیں ہوا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں غائب ہو گیا۔

(ابن عساکر، شرح الصدور ص ۷۵ ترمذی بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۲۱۰)

۸۔زانی

رحمت الٰہی سے محروم رہنے والوں میں سے ایک زانی ہے۔زنا کی حرمت وممانعت کا تذکرہ قرآن کریم واحادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے:﴿ولا یزنون﴾ ''زنا کے قریب بھی نہیں جاتے'' رحمان کے بندے وہ ہیں جو عملی گناہوں میں سے بڑے بڑے اور سخت گناہوں کے پاس نہیں جاتے ، ہر قسم کی بے حیائی سے اجتناب کرتے ہیں زنا سے بھی بچتے ہیں اور اسباب زنا مثلاً بدنظری وغیرہ سے بھی بچتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:﴿الذین هم لفروجهم حافظون﴾ (المومنون)

(ترجمہ) کامیاب ہیں شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے۔

کامیاب ہیں وہ مسلمان جو شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں، شرمگاہ کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ نفس کی خواہش پورا کرنے کی جتنی ناجائز صورتیں ہیں اُن سب سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں، مراد اس آیت سے ناجائز اور حرام شہوت رانی اور اس کے تمام مقدمات کو ممنوع کرنا ہے جن میں سے ابتدا اور انتہا کو تصریحاً بیان فرمادیا باقی درمیانی مقدمات سب اس میں داخل ہوگئے اور بدنظری اور اس کا آخری نتیجہ زنا ہے ان دونوں کو صراحۃً ذکر کر کے حرام کردیا گیا اُن کے درمیانی حرام مقدمات مثلاً باتیں سننا، ہاتھ لگانا وغیرہ یہ سب ضمناً آگئے۔

شرمگاہ کی حفاظت کا مدار نظر کی حفاظت پر ہے

نظر دل کا دروازہ ہے اگر یہ بند رہا تو دل بھی بُرائی سے محفوظ رہے گا اور جب دل محفوظ ہوگا تو شرمگاہ بھی محفوظ ہوجائے گی، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے کانوں کا زنا (غیر محرم) کی بات سننا ہے،زبان کا زنا بات کرنا ہے،ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے،پاؤں کا زنا چلنا ہے،دل برائی کی آرزو اور تمنا کرتا ہے،شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔(مشکوۃ)

چھ چیزوں کی ضمانت پر جنت کی ضمانت

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

(۱) بات میں سچائی کی۔

(۲) امانت میں خیانت نہ کرنے کی۔

(۳) وعدہ خلافی نہ کرنے کی۔

(۴) نگاہوں کی حفاظت کی۔

(۵) ہاتھوں کو ظلم سے روکنے کی۔

(۶) شرمگاہ کی حفاظت کی۔ (ابنِ کثیر)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انصارِ مدینہ سے بیعت لی تو یہی وہ امور تھے جن پر ان سے عہد لیا اور فرمایا: ''آپ لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ شرک نہ کروگے، چوری نہ کروگے، زنا نہ کروگے، ناحق کسی کو قتل نہ کروگے'' اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: اگر ان باتوں کو پورا کروگے تو تمہارے واسطے جنت ہے۔

بدنظری زنا کی پہلی سیڑھی ہے

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے آنکھوں کا زنا (غیرمحرم کو) دیکھنا ہے کانوں کا زنا (غیرمحرم) کی بات سننا ہے، زبان کا زنا غلط بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا ناجائز پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا حرام کی طرف چلنا ہے، دل برائی کی آرزو اور تمنا کرتا ہے، شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے، (مشکوۃ)

شبِ برأت میں منکرات، رسوم و بدعات

دوسرے دن اور راتوں کی طرح اس رات کے بارے میں بھی لوگوں میں بے شمار بدعتیں،

رسمیں رائج ہیں، جن سے بچنا ازحد ضروری ہے، کہیں ایسا نہ ہو جو رات ثواب میں زیادتی کے لئے عطا کی گئی ہے وہ باعثِ عذاب نہ بن جائے۔ ذیل میں اس رات میں ہونے والی رسوم وبدعات اور منکرات کو مختصراً نقل کیا جاتا ہے تاکہ لوگ ان سے بچ سکیں۔

جاگنے کو ضروری سمجھنا

کچھ لوگ اس رات میں عبادت کرنا فرض وواجب سمجھتے ہیں، اور ساری رات جاگ کر گزار دیتے ہیں، جبکہ جو فرائض وواجبات ہیں ان کو ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کا بالکل اہتمام نہیں کرتے۔ حالانکہ اس رات میں عبادت کا درجہ زیادہ سے زیادہ مستحب ہے فرض یا واجب نہیں، لہٰذا اس رات میں عبادت کو فرض سمجھنا اور باقی ایام میں فرائض وواجبات سے کوتاہی کرنا یہ گناہ اور کھلی گمراہی ہے۔

اور ساتھ ساتھ یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ صرف اس رات میں عبادت کرنے سے دل میں سکون واطمینان نصیب ہوجائے گا، یہ سوچ غلط ہے۔ قرآن وحدیث اور عقلِ سلیم کا یہ اصول ہے کہ دنیا وآخرت کی مصیبت وپریشانی سے حفاظت اور راحت وسکون کا اصل ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے اور نافرمانیوں سے بچنے میں ہے، لہٰذا گناہوں سے بچتے ہوئے عبادات واجبہ کو ادا کرے اور نوافل کے ساتھ قلبی سکون حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

شبِ قدر اور شبِ برأت کو ایک سمجھنا

بعض لوگ شبِ برأت اور شبِ قدر میں فرق نہیں کرتے، اور ان دونوں کے بارے میں یہ سوچ رکھتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں جبکہ کچھ لوگ شبِ برأت کو شبِ قدر سے بھی زیادہ اہمیت ومرتبہ دیتے ہیں۔ یہ سوچ بھی سراسر غلط وفاسد ہے؛ کیوں کہ قرآن واحادیث میں جو فضائل شبِ قدر کے بارے میں منقول ہیں وہ شبِ برأت کو حاصل نہیں۔ مثلاً: شبِ قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا ہے، اس

رات میں قرآن مجید نازل ہوا، شبِ قدر رمضان المبارک میں ہوتی ہے وغیرہ۔

شبِ برأت کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم ہے، مگران دونوں کو برابر سمجھنا یا شبِ برأت کو بہتر کہنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

لوگوں کا اجتماع

شبِ برأت کے موقع پر مسجدوں یا کسی گھر وغیرہ میں اجتماعی انداز میں شب گزاری اور جاگنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اوراس کے لئے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے، مختلف طریقوں سے لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔اور پھر جمع ہوکر آپس میں گپ شپ ہوتی رہتی ہے، عبادت کا بس بہانہ ہی ہوتا ہے، اور کچھ لوگ اجتماعی طور پر نوافل بھی ادا کرتے ہیں۔

اس طرح اجتماعی جاگنا اوراعبادت کا اہتمام گناہ ہے، اس رات میں عبادت مستحب عمل ہے اور کسی مستحب عمل کے لئے مسجد یا کسی دوسری جگہ پر جمع ہونا اوراہتمام کرنا شریعت کے اصول کے خلاف ہے اور یہ شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے بدعت ہے۔

حضوراقدس ﷺ فرائض کے علاوہ نفلی عبادات اپنے گھر میں ہی ادا فرمایا کرتے تھے، شبِ قدر اورشبِ برأت وغیرہ کے موقع پر بھی آپ ﷺ کا مسجد میں آنا ثابت نہیں ہے۔لہذا ان راتوں میں تنہائی میں جتنی عبادت ہوسکے کرنی چاہیئے۔

مخصوص تعداد میں نوافل پڑھنا

اس رات میں مخصوص مقدار میں نوافل جماعت کے ساتھ پڑھنے کا انتظام کیا جاتا ہے جس کو شبینے کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں اوراس بارے میں جو بعض احادیث وروایات پیش کی جاتی ہیں وہ موضوع اورمن گھڑت ہیں۔محدثین کرام نے ان کا سختی سے انکار کیا ہے۔

تفریح گاہوں وہوٹلوں میں جانا

بعض لوگ اس رات میں برائے نام کچھ عبادت کر کے باقی رات بازاروں، تفریح گاہوں اور ہوٹلوں میں جاکر گزارتے ہیں، جہاں کھیل کود، لڑائی جھگڑوں، فضول باتوں، فضول خرچیوں، غیبتوں اور طرح طرح کے گناہوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، اس طرح کے کام کر کے اس رات میں رحمت الٰہی کے حصول کے بجائے لوگ قہر وغضب کے مستحق بن جاتے ہیں۔ اس سے تو کہیں زیادہ بہتر ہے کہ آدمی اس رات میں گھر میں آرام کرے، کیوں اگر کوئی آدمی نیکی نہیں کر سکتا تو کم از کم گناہ تو نہ کرے۔

یہ رات عبادت کے لئے نہ کہ صرف جاگنے کے لئے، جو لوگ صرف اس رات میں کسی طرح جاگ کر خوش ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری بخشش ہو گئی وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ اگر اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک لوگوں پر خصوصی رحمت نازل ہوتی ہے تو بعض گناہ گاروں پر اللہ کی طرف سے عذاب بھی نازل ہوتا ہے۔

اسپیکر کا استعمال

بعض لوگ اس رات میں اسپیکر کے ذریعے دور دور تک آواز پہنچاتے ہیں، نعت خوانی، قرآن مجید کی تلاوت اور تقریروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، جس سے گھروں میں عبادت کرنے والوں کی عبادت میں خلل پڑتا ہے۔ اس طرح ایک تو عبادت میں خلل ڈالنے کا گناہ ہے اور دوسرا عبادت سے روکنے کا گناہ بھی ملتا ہے۔ اور اس کے ساتھ مریضوں، بچوں اور آرام کرنے والوں کے سکون کو خراب کرنا بھی ہے۔ اور اگر اس میں شہرت، نام ونمود بھی پیش نظر ہو تو اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔

ایصال ثواب کرنا

اس رات میں بہت سے لوگ مختلف طریقوں سے مُردوں کو ایصال ثواب بھی کرتے ہیں، سمجھے ہیں کہ اگر آج کی رات ایصالِ ثواب کیا گیا تو ان کی یقینی طور پر بخشش ہو جائے گی۔ چنانچہ مختلف

طرح سے کھانے پکا کراور بہت سی جگہ دیگیں اتروا کر ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور ایک دعوت کا سماں ہو جاتا ہے جس میں صرف غریبوں کو دینے کا لحاظ واہتمام بالکل نہیں ہوتا۔اس طرح کی ایصالِ ثواب کے لئے جو مختلف قسم کے طریقے ایجاد کر لئے گئے ہیں شریعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں، یہ سب نفسانی خواہشات کا اثر ہے۔

آتش بازی

یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے بلکہ اسکی دنیاوی تباہیاں بھی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں اس میں ایک تو مال کا ضائع کرنا ہے اور بیجا اسراف ہے جو خود دنیا میں بھی ہر قسم کی بربادی کا ذریعہ ہے

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾ (الاسراء:۲۷)

(ترجمہ) بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں،

﴿وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (الاعراف:۳۱)

(ترجمہ) اور اسراف نہ کرو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

بچوں کو آتش بازی، پھل جھڑی اور پٹاخے پھوڑنے کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں اور ان کو بچپن ہی سے خدائے تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی مشق کرائی جاتی ہے۔بہت سے بچے اور بڑے جل جاتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ دکانوں اور مکانوں تک میں آگ لگ جاتی ہے پھر بھی یہ رسمیں نہیں چھوڑتے۔

آتش بازی کا حکم

آتش بازی اس رات میں کرنا جائز نہیں ہے، منجملہ دیگر مفاسد کے اس میں یہ خرابیاں بھی ہیں:

۱۔ مال کا ضائع کرنا، جس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔

۲۔ اپنی جان کو یا اپنے بچوں یا آس پڑوس کو خطرہ میں ڈالنا، کافی واقعات ایسے ہو چکے ہیں، جن میں آتش بازی کرنے والوں کا ہاتھ اڑ گیا، منہ جل گیا، کسی کے چھپر وغیرہ میں آگ لگ گئی، جس کا حرام ہونا قرآن شریف میں موجود ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "ولا تلقوا بأيدكم إلى التهلكة" (البقرة)

یعنی: اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

۳۔ بعض آتش بازی میں کاغذ بھی صرف ہوتے ہیں جو آلات علم سے ہیں اور جو چیز علم کے لئے استعمال ہو اس کی بے ادبی کرنا جائز نہیں۔

۴۔ بچوں کو ابتداء ہی سے تعلیم معصیت کی ہوتی ہے، حالانکہ حکم یہ ہے کہ بچوں کو علم وادب سکھاؤ۔

چراغاں کرنا

بہت سی مسجدوں اور گھروں میں چراغ جلائے جاتے ہیں قمقمیں روشن کئے جاتے ہیں لائٹ کا اضافہ کیا جاتا ہے روشنی بہت کی جاتی ہے، گھروں سے باہر دروازوں پر کئی کئی چراغ رکھے نظر آتے ہیں اور بعض جگہ مکانوں کی منڈیروں پر اور دیواروں پر قطار کے ساتھ چراغ جلا کر رکھ دیئے جاتے ہیں، یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے جس کے بارے میں قرآن سے ابھی اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ یہ چراغاں ہندوستان کے مشرکوں اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے اور سخت حرام ہے، آگ سے کھیلنا اور آگ کا شوق رکھنا آتش پرستوں کے یہاں سے چلا ہے، کیسی عجیب بات ہے کہ آسمان سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور نیچے رحمتوں سے مقابلہ، آتش بازی اور فضول خرچی اور طرح طرح کے گناہوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ "کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور یہاں مانگنے کے بجائے فسق وفجور اور کھیل کود میں وقت گزارتے ہیں۔"

اجتماعی عبادات

اس رات کو جاگنے کے لئے اگر اتفاقاً دو چار آدمی مسجد میں جمع ہو گئے اور اپنی نماز و تلاوت میں مشغول رہے تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن بعض شہروں میں اس کو بھی اس حد تک پہنچا دیا گیا کہ اس کو روکنے کی ضرورت ہے مثلاً بلا بلا کر اہتمام سے لوگوں کو جمع کرتے ہیں، اور لہو لب میں رات گزرتی ہے اہتمام کے ساتھ مسجدوں میں مرد و عورت اور بچے آتے ہیں، شور و شغب ہوتا ہے، بے پردگی ہوتی ہے، حالانکہ عورتوں کو فرض نماز کے لئے مسجد جانے سے شرعاً روکا گیا ہے پھر نفلیں پڑھنے کے لئے جانے کی کیسے گنجائش ہو سکتی ہے۔

رسمِ حلوہ

اس رسم کو ایسا لازم کر لیا گیا ہے کہ اس کے بغیر سمجھتے ہیں کہ شبِ برات ہی نہیں ہوئی فرائض، واجبات کے ترک پر اتنی ندامت و افسوس نہیں ہوتا جتنا حلوہ نہ پکانے پر ہوتا ہے اور جو شخص نہیں پکاتا اس کو کنجوس وہابی اور بخیل وغیرہ کے القاب دیئے جاتے ہیں، ایک غیر ضروری چیز کو فرض اور واجب کا درجہ دینا گناہ اور بدعت ہے، بعض لوگ کہتے ہیں حضور ﷺ کا جب دندانِ مبارک شہید ہوا تو آپ ﷺ نے حلوہ نوش فرمایا تھا یہ اس کی یادگار ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت حمزہؓ اس دن شہید ہوئے تھے ان کی فاتحہ ہے یہ غلط ہے کیوں کہ یہ دونوں حادثے ماہِ شوال میں ہوئے تھے۔

فوت شدہ آدمی کے گھر جانا

بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ جب کسی کے یہاں کوئی فوت ہو جاتا ہے تو فوتگی کے بعد آنے والی شبِ برأت کے موقع پر اس کے گھر جا کر تعزیت، دعا و ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور اس کو بہت اہم سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی اس موقع پر فوت شدہ شخص کے گھر نہیں جاتا تو اس کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔

حالانکہ شریعت نے اس موقع پر تعزیت کی اور دعا کے لئے کسی کے گھر جانے کی کوئی اہمیت بیان نہیں کی، بلکہ ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ تعزیت کو ناپسند قرار دیا ہے، اپنی طرف سے کوئی چیز گھڑ کے اسے اختیار کرنا گناہ ہے۔

قبرستان جانے میں رسومات

اس رات قبرستان جانا حدیث مبارک سے ثابت ہے، لیکن اس عمل میں بہت سی نئی نئی چیزیں اختیار کرلی گئیں ہیں، جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ مثلاً:

بعض لوگ اس رات میں قبرستان جانا ضروری سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی نہ جائے تو اس کو شبِ برأت کی فضیلت سے محروم سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس رات میں قبرستان جانا ضروری نہیں زیادہ سے زیادہ بعض حضرات نے جائز یا مستحب قرار دیا ہے، مگر ان حضرات نے بھی اس رات میں قبرستان جانے کو ضروری قرار نہیں دیا اور یہ نہیں فرمایا کہ قبرستان جائے بغیر اس رات کی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔

بعض لوگ اس رات میں قبرستان اجتماعی انداز سے جاتے ہیں اور راستے بھر ادھر اُدھر کی فضول باتیں کرتے رہتے ہیں، جبکہ شریعت میں یہ بات ثابت نہیں کہ اجتماعی کہ اس رات میں اجتماعی انداز سے قبرستان جایا جائے۔ اس طرح فضول باتوں میں مبتلا ہوکر قبرستان جانے سے بہتر ہے کہ اپنی جگہ پر رہ کر ہی اس وقت کو عبادت میں صرف کیا جائے۔

بعض لوگ قبرستان جا کر قبروں پر اگربتیاں روشن کرتے، چادریں ڈالتے اور پھول چڑھاتے ہیں، یہ تمام کام ایک تو خود گناہ ہیں اور دوسرا اس کو ایک مبارک رات کے ساتھ جوڑنا دوسرا گناہ ہے، اور یہ اور بھی سخت بات ہے۔

مسجدوں کو سجانا

اکثر لوگ اس رات میں مسجدوں کو سجاتے اور اس میں چراغاں کرتے ہیں، یہ بہت سے

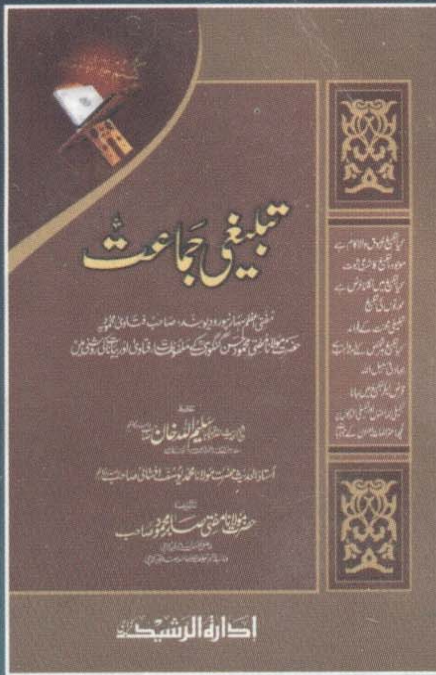
مفاسد کو شامل ہے۔

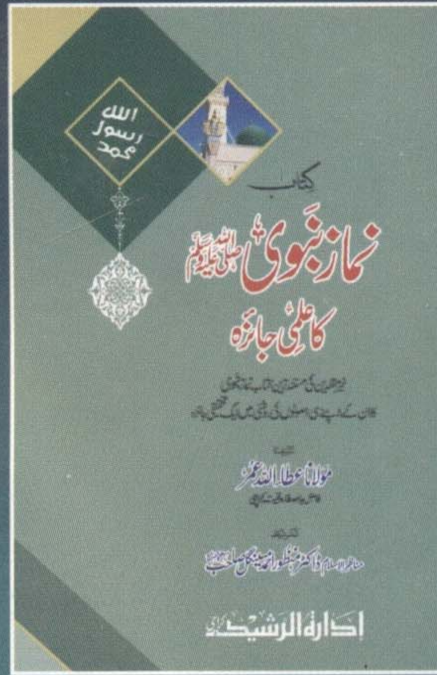
پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس کام کا خیر القرون میں ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے یہ بدعت ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر تمام قرون مشھود لھا بالخیر (یعنی وہ زمانہ جس میں نیکی کی تڑپ تھی) اور پھر تمام ائمہ دین وصلحاء متین کے زمانہ خیر میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اگر یہ کوئی ثواب کی چیز تھی تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے اس کو فرماتے، اور پھر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کارِ خیر کے کرنے کا حکم فرماتے۔

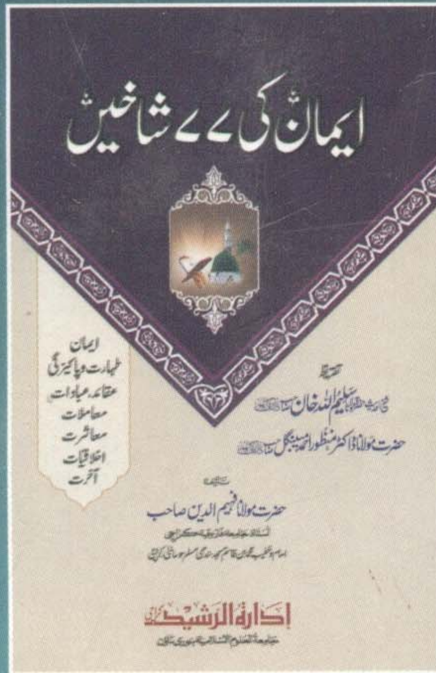
دوسری وجہ یہ ہے کہ اس رات میں مساجد کے اندر اجتماع کا اہتمام والتزام کرنا یہ خود ایک بدعت ہے، جس کی مثال قرون اولی میں نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ بھی اس چراغاں میں بہت سے مفاسد ہیں، مثلاً: فضول خرچی واسراف وغیرہ۔

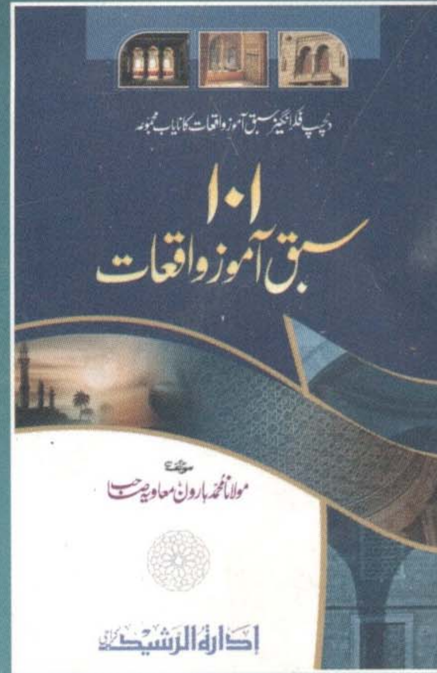
آخر میں اللہ سبحانہ وتعالی کے حضور دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو شعبان المعظم وشبِ برأت کی قدر دانی نصیب فرمائیں، اور ہر طرح کی خرافات، رسومات وبدعات سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مسائل شبِ برأت وشبِ قدر، شعبان وشبِ برأت، آپ کے مسائل اور ان کا حل اور فتاوی محمودیہ)











ادارۃ الرشید کراچی

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: 021-34928643 Cell: 0321-2045610

E-mail: Idaraturrasheed@gmail.com

Idaraturrasheed@yahoo.com